محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ اَنْ يُّؤْكَلَ۔ (ابو داؤد، کتاب الاطعمۃ، باب فی طعام المتباریین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو شخصوں کے ہاں کھانا کھانے سے جو فخر کے ساتھ کھلاتے ہیں، منع فرمایا۔

یہ حدیث صرف ایک جملے پر مشتمل ہے اور اس میں بعض لوگوں کی ایک بہت بڑی ذہنی اور عملی برائی کی نشان دہی کی گئی ہے۔ بعض افراد کو دیکھا گیا ہے کہ فخر و غرور اور ریا و سمعہ کا مرض ان پر بری طرح مسلط ہو جاتا ہے۔ شریعت اسلامی کے نقطۂ نظر سے یہ انتہائی مہلک مرض ہے، حدیث میں اس کی شدید مذمت فرمائی گئی ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم کسی مستحق کو کچھ دینا چاہو تو اس طرح دو کہ تمہارے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو سکے کہ دائیں ہاتھ نے کیا دیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر موقعے پر ہر خیرات اور ہر نیکی کو مخفی رکھا جائے، کبھی اس کا اظہار نہ کیا جائے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لینے والے کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔ یعنی انفرادی طور پر کسی کی مدد کرنا مقصود ہو تو خفیہ طریقے سے کی جائے۔ البتہ اگر قومی اور اجتماعی سلسلے میں سرمایہ جمع کرنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کا بہتر طریقہ یہی ہے کہ سب کے سامنے علی الاعلان دیا جائے تاکہ دوسروں کو بھی رغبت ہو، اور اس کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی دل کھول کر اس کارِ خیر میں حصہ لیں اور چندہ دیں۔

یہ حدیث جو اوپر درج کی گئی ہے، ان لوگوں کی غلط ذہنیت کی تردید میں ہے جو فخر و غرور کے ساتھ لوگوں کو کھانا کھلاتے اور دکھلاوے کا عمل کرتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص نے چاولوں کی ایک دیگ پکائی تو دوسرے رشتے دار نے ضد میں آ کر دو دیگیں پکا دیں، تاکہ لوگوں میں اس کی عزت بڑھے اور محلے اور گاؤں کے باشندوں میں یہ تاثر پیدا ہو کہ فلاں شخص کی نسبت فلاں شخص زیادہ سخی،

زیادہ خرچ کرنے والا اور زیادہ مالدار ہے۔

برادریوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص نے لڑکے یا لڑکی کی شادی میں کچھ زیادہ خرچ کیا تو دوسرا رشتہ دار اس کو اپنی توہین سمجھنے لگتا ہے، وہ مقابلے میں اتر آتا اور اس سے بھی زیادہ خرچ کر ڈالتا ہے۔ اس طرح وہ لوگوں میں اپنی امارت اور سرمایہ داری کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں اس کو ہر اعتبار سے غلط اور ناروا ٹھہرایا گیا ہے۔ یہ روپے پیسے کا ضیاع ہے۔ اس سے بہرحال بچنا ضروری ہے اور اس قسم کا غرور و تعلی کا کھانا بحدیث رسول کی رو سے ممنوع ہے۔

اس قسم کے مغرور لوگ معاشرے میں کئی قسم کی برائی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ برائی جنم لیتی ہے کہ بیاہ شادی اور دیگر مواقع پر غریب اور مالی لحاظ سے کمزور لوگ انتہائی تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان کے لیے اس قسم کا پر تکلف کھانا کھلانا بھی مشکل ہوتا ہے اور اپنے بچوں کی شادی کرنا بھی ان کے لیے ایک مسئلہ بن جاتا ہے۔

دوسری برائی اس میں یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ اپنی جھوٹی انا کو برقرار رکھنے کے لیے ادھار لین دین کی راہ کھلتی ہے اور پھر معاملہ سودی قرض تک جا پہنچتا ہے۔ اس کے بعد جو خطرناک بلکہ بعض اوقات ذلت ناک حالات پیدا ہوتے ہیں، اس کا سب کو علم ہے۔ جائیداد فروخت ہو جاتی ہے، یا کم از کم گروی رکھ دی جاتی ہے اور سود در سود کا سلسلہ بڑھنے لگتا ہے۔ جو راستہ عزت بڑھانے کے لیے اختیار کیا گیا تھا، وہ انسان کو ذلت کے دروازے تک پہنچا دیتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اسلام، اعتدال و توازن کا مذہب ہے اور وہ اپنے ماننے والوں کو اسی کی تعلیم دیتا اور اسی کی تلقین و تاکید کرتا ہے۔ اعتدال سے روگردانی کرنا اور توازن کی راہ کو ترک کر دینا اس کے نزدیک قطعی طور سے غلط ہے۔ وہ ہر ایسے اقدام کی مخالفت کرتا ہے اور اسے ناقابلِ ستائش گردانتا ہے جو انسان کو ذہنی اور فکری اعتبار سے پریشانی میں مبتلا کر دے اور معاشرے میں اس کی تذلیل کا باعث بنے۔ وہ صاف ستھری معاشرت اور سادہ زندگی اختیار کرنے کا درس دیتا ہے۔ تکلف، تصنع، ریا اور فخر و غرور کی راہ کو ہر معاملے میں بند کرتا ہے۔ عدل و وسط اس کی بنیادی تعلیمات میں شامل ہے۔